بمصطفیٰ برساں خویش را کہ دیں ہمہ اوست

اسلام اور قبلہ اوّل

خطبہ جمعۃ المبارک

بفیضانِ نظر

عالمی مبلغِ اسلام
ترجمانِ حقیقت

پیرزادہ محمد رضا ثاقب مصطفائی

امیرِ اعلیٰ ادارۃ المصطفیٰ انٹرنیشنل

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّيْ وَنُسَلِّمُ عَلٰى رَسُوْلِهِ الْكَرِيْمِ، اَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ، بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى وَتَبَارَكَ فِي الْقُرْآنِ الْمَجِيْدِ وَالْفُرْقَانِ الْحَمِيْدِ!

سُبْحٰنَ الَّذِیْٓ اَسْرٰى بِعَبْدِهٖ لَيْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اِلَى الْمَسْجِدِ الْاَقْصَى الَّذِيْ بٰرَكْنَا حَوْلَهٗ لِنُرِيَهٗ مِنْ اٰيٰتِنَا اِنَّهٗ هُوَ السَّمِيْعُ الْبَصِيْرُ.

"پاک ہے وہ ذات جو اپنے بندے کو راتوں رات مسجدِ حرام سے مسجدِ اقصیٰ تک لے گئی جس کے ارد گرد ہم نے برکتیں نازل کی ہیں، تاکہ ہم انھیں اپنی کچھ نشانیاں دکھائیں۔ بیشک وہ ہر بات سننے والی، ہر چیز دیکھنے والی ذات ہے"۔(بنی اسرائیل: 1)

سرزمین فلسطین کی اہمیت:

سرزمین فلسطین نہایت مبارک اور محترم جگہ ہے، یہ سرزمین آسمانی پیغامات اور رسالتوں کا منبع اور سرچشمہ رہی ہے، یہ قبلہ اول، رسول اللہ ﷺ کی جائے اسرا ہے، جہاں نماز پڑھنا حرمین کے بعد سب سے زیادہ ثواب کا باعث ہے یہاں ایک نماز کا ثواب پچاس ہزار نمازوں کے برابر ہے، یہ جگہ مقامِ حشر ہے، سیدنا موسیٰ علیہ السلام نے تو اس سرزمین (بیت المقدس) پر اپنی موت کے لئے اللہ تعالیٰ سے دعا فرمائی تھی، اس کی تعمیر سلیمان بن داود علیہما السلام نے فرمائی۔

اس لئے مسئلہ فلسطین ایسا اہم ترین مسئلہ ہے کہ مسلم معاشرے کے ہر فرد کے ذہن میں ہر وقت اُجاگر رہتا ہے، چاہے وہ مسلم معاشرہ بذات خود کسی بھی بحران کا شکار ہو یا ان کے اپنے حالات جس قدر بھی خراب ہوں مسئلہ فلسطین کبھی بھی ذہنوں سے اوجھل نہیں ہوتا۔ اسی لئے علمائے کرام اس خطے کے فضائل اور حقوق لوگوں تک پہنچانے کے لیے تسلسل سے کتابیں تحریر کرتے آئے ہیں انہوں نے متعدد کتابوں کے نام اور مؤلفین بھی ذکر کئے اور اس چیز کی گواہی الہامی شریعتوں اور عالمی قوانین میں واضح طور پر موجود ہے۔

القدس اور یہود:

مسلمانوں کے ازلی اور ابدی دشمن یہود نے اکثر مسلمانوں کو ٹھیس پہنچانے کے لیے اسی مقدس زمین کے تقدس کو پامال کرنے کی کوشش کی، وہ ہمیشہ سے اس مقدس سرزمین کی بے حرمتی کرتا چلا آرہا ہے۔ حالیہ دنوں میں یہودی مسلمانوں پر غزہ میں

جو کہ فلسطین کا علاقہ ہے مسلسل بمباری کر رہا ہے، وہاں موجود مسلمانوں کا قتلِ عام کر رہا ہے۔ایسے میں آج کے خطبہ جمعہ میں ہم قبلہ اول کی فضیلت، اہمیت اور اس موقع پر ہمیں کیا کرنا چاہیے، اس حوالے سے چند باتیں تحریر کریں گے۔

فضیلتِ مسجد اقصیٰ و فلسطین قرآن کی روشنی میں:

حضور ﷺ کا مقامِ معراج:

بیت المقدس اور اس کے احاطے میں مسجدِ اقصی کا وجود مسلمانوں کے ہاں عقیدے سے متعلقہ مسئلہ ہے، اس کا مسلمانوں کی تاریخ سے ناقابل فراموش اور گہرا تعلق ہے، بیت المقدس اور مسجدِ اقصی کے اس تاریخی تعلق کو کسی بھی صورت اسلامی تاریخ سے نکالنا ممکن نہیں، کیونکہ یہ اُمت کی پہچان ہے، یہ اُمت اسلامیہ کی اساسی علامت اور اُمتِ اسلامیہ کے ہاں مقدس مقام ہے۔بیت المقدس کو یہ مقام حاصل کیوں نہ ہو! اللہ کی کتاب صبح شام ہمیں یاد کرواتی ہیں کہ: سُبْحٰنَ الَّذِیْۤ اَسْرٰی بِعَبْدِهٖ لَیْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اِلَى الْمَسْجِدِ الْاَقْصَا الَّذِیْ بٰرَكْنَا حَوْلَهٗ لِنُرِیَهٗ مِنْ اٰیٰتِنَا اِنَّهٗ هُوَ السَّمِیْعُ الْبَصِیْرُ. ”پاک ہے وہ ذات جس نے اپنے بندے کو رات کے کچھ حصے میں مسجد الحرام سے مسجد اقصی کی سیر کروادی، جس مسجد کے ارد گرد ہم نے برکت فرمائی، تاکہ ہم اپنے بندے کو اپنی نشانیاں دکھائیں، بیشک وہی سننے والا اور دیکھنے والا ہے“۔(بنی اسرائیل: 1)

آیت کے اس حصے میں اللہ تعالیٰ نے مسجدِ اقصیٰ کی شان بیان فرمائی کہ اس کے اللہ تعالیٰ نے اس کی طرف اپنے محبوب کو معراج کروائی، اور اس کے ارد گرد برکتیں رکھی ہیں دینی بھی اور دنیوی بھی۔ دینی برکتیں یہ کہ وہ سرزمینِ پاک وحی کے اُترنے کی جگہ اور انبیاءِ کرام علیہم السلام کی عبادت گاہ اور ان کی قیام گاہ بنی اور ان کی عبادت کا قبلہ تھی۔ دنیوی برکتیں یہ کہ وہاں قُرب وجوار میں نہروں اور درختوں کی کثرت تھی جس سے وہ زمین سرسبز و شاداب ہے اور میووں اور پھلوں کی کثرت سے بہترین عیش و راحت کا مقام ہے۔(مدارک، الاسراء، تحت الآیۃ:1، ص615)

مقامِ ہجرت سیدنا ابراہیم ولوط علیہما السلام:

فلسطین جو در حقیقت شام میں واقع ہے۔ یہ انتہائی مقدس اور بابرکت زمین ہے جہاں اللہ رب العالمین نے اپنے برگزیدہ پیغمبروں سے اپنا گھر تعمیر کروایا اور یہی وہ مقدس سرزمین ہے جہاں اللہ تعالیٰ نے اپنے بہت سارے انبیائے کرام کو مبعوث فرمایا۔ یہی وجہ ہے کہ اس سرزمین کو انبیاء کی سرزمین کہا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے سیدنا ابراہیم علیہ السلام اور سیدنا لوط علیہ السلام کو ان کی قوم سے نجات دے کر اسی بابرکت زمین کی طرف ہجرت کرنے کا حکم دیا ارشاد فرمایا: وَ نَجَّیْنٰهُ وَ لُوْطًا اِلَى الْاَرْضِ الَّتِیْ بٰرَكْنَا فِیْهَا لِلْعٰلَمِیْنَ. ”اور

ہم نے اسے اور لوط کو اس سرزمین کی طرف نجات عطا فرمائی جس میں ہم نے جہان والوں کے لیے برکت رکھی تھی۔ (الانبیاء:71)

امام ابنِ کثیر اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں: اللہ تعالیٰ نے ابراہیم علیہ السلام کو بلاد شام میں مقدس سرزمین (بیت المقدس) کی طرف ہجرت کا حکم دیا۔[1]

مقامِ ہجرت سیدنا موسیٰ علیہ السلام :

اسی طرح حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم کو اللہ تعالیٰ کی نعمتیں یاد دلانے کے بعد ان کو اپنے دشمنوں پر جہاد کے لئے نکلنے کا حکم دیا اور فرمایا: يٰقَوْمِ ادْخُلُوا الْاَرْضَ الْمُقَدَّسَةَ الَّتِيْ كَتَبَ اللّٰهُ لَكُمْ وَ لَا تَرْتَدُّوْا عَلٰى اَدْبَارِكُمْ فَتَنْقَلِبُوْا خٰسِرِيْنَ. (موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا) "اے میری قوم! اس پاک سرزمین میں داخل ہو جاؤ جو اللہ نے تمہارے لیے لکھ دی ہے اور اپنے پیٹھ پیچھے نہ پھرو کہ تم نقصان اٹھاتے ہوئے پلٹو گے"۔ (المائدہ:21)

جناب موسیٰ علیہ السلام نے بھی اس بستی کے لئے لفظ "**مقدس**" کے ساتھ بیان فرمایا کہ: اے قوم! مقدس سرزمین میں داخل ہو جاؤ۔ اِس زمین کو مقدس اِس لئے کہا گیا کہ وہ انبیاءِ کرام علیہم السلام کی رہائش گاہ تھی۔ اس سے معلوم ہوا کہ انبیاءِ کرام علیہم السلام کی سُکونت سے زمینوں کو بھی شرف حاصل ہوتا ہے اور دوسروں کے لئے باعثِ برکت ہوتی ہے۔ یہ مقدس سرزمین موسیٰ علیہ السلام کو ماننے والے، ایمان لانے والے، ادب واحترام کرنے والے لوگوں کیلئے ہے نہ کہ ان کیلئے جو بہت فتنہ گر، عہد شکنی کرنے والے، آسمانی کتب میں تحریف کرنے والے حق کو چھپانے والے اور، انبیاء کی جماعت کے قاتل ہیں۔

اسی طرح جہاں اللہ تعالیٰ نے سیدنا سلیمان علیہ السلام کا تذکرہ کیا، وہاں اس سرزمین کو بابرکت سرزمین کہتے ہوئے فرمایا: وَ لِسُلَيْمٰنَ الرِّيْحَ عَاصِفَةً تَجْرِيْ بِاَمْرِهٖۤ اِلَى الْاَرْضِ الَّتِيْ بٰرَكْنَا فِيْهَا وَ كُنَّا بِكُلِّ شَيْءٍ عٰلِمِيْنَ. "اور تیز ہوا کو سلیمان کے لیے تابع بنا دیا جو اس کے حکم سے اس سرزمین کی طرف چلتی تھی جس میں ہم نے برکت رکھی تھی اور ہم ہر چیز کو جاننے والے ہیں"۔ (الانبیاء:81)

اس آیت مبارکہ کی تفسیر میں مفسرین نے لکھا کہ اس بابرکت سرزمین سے مراد ملک شام کی زمین ہے۔[1]

1: يَقُولُ: تَجْرِي الرِّيحُ بِأَمْرِ سُلَيْمَانَ ﴿إِلَى الْأَرْضِ الَّتِي بَارَكْنَا فِيهَا﴾ (الأنبياء: 71) يَعْنِي: إِلَى الشَّامِ ، وَذَلِكَ أَنَّهَا كَانَتْ تَجْرِي بِسُلَيْمَانَ وَأَصْحَابِهِ إِلَى حَيْثُ شَاءَ سُلَيْمَانُ، ثُمَّ تَعُودُ بِهِ إِلَى مَنْزِلِهِ بِالشَّامِ.(تفسير الطبري:ج16،ص331،شاملہ)

مسجدِ اقصیٰ مقامِ راحت:

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے سیدہ مریم علیہا السلام اور سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کو بھی اسی سرزمین میں بسایا اور ساتھ اس سرزمین کی فضیلت بیان کرتے ہوئے اسے پُرسکون جگہ قرار دیا ارشاد فرمایا: وَ جَعَلْنَا ابْنَ مَرْيَمَ وَ اُمَّه اٰيَةً وَّ اٰوَيْنٰهُمَا اِلٰى رَبْوَةٍ ذَاتِ قَرَارٍ وَّ مَعِيْنٍ. ''اور ہم نے مریم اور اس کے بیٹے کو نشانی بنادیا اور انہیں ایک بلند، رہائش کے قابل اور آنکھوں کے سامنے بہتے پانی والی سرزمین میں ٹھکانہ دیا''۔

ایک قول کے مطابق اس سرزمین سے مراد **''بیتُ المقدس''** ہے اور بعض مفسرین کے نزدیک اس سے **''دمشق یا فلسطین''** کی سرزمین مراد ہے۔ اس بارے میں اور بھی کئی قول ہیں۔ (تفسیر کبیر، المؤمنون، تحت الآیۃ: 50، ج8، ص279-280)

مسجدِ اقصیٰ کی قسم:

مسجدِ اقصیٰ وہ عظیم مسجد ہے کہ جس کی قسمیں اللہ تعالیٰ نے بھی فرمائیں ہیں ارشاد فرمایا: وَالتِّيْنِ وَالزَّيْتُوْنِ. ''انجیر کی قسم اور زیتون کی''۔ (التین: 1)

ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ نے: ''وَالزَّيْتُوْنِ'' کی تفسیر میں حضرت کعب الاحبار، امام قتادہ، ابن زید رضی اللہ عنہم کا قول نقل کرتے ہوئے لکھا کہ ''وَالزَّيْتُوْنِ'' سے مراد بیت المقدس یعنی مسجدِ اقصیٰ ہے۔ [2]

فضیلتِ مسجدِ اقصیٰ و فلسطین احادیث کی روشنی میں:

کائناتِ ارضی پر دوسرا بیت اللہ:

مسجدِ اقصیٰ کو اعزاز بھی حاصل ہے کہ اس کائنات میں جب سوائے کعبہ کے کوئی مسجد نہیں تھی تو دوسرا اللہ کا گھر یہی مسجدِ اقصیٰ تھی: حضرت ابوذر روایت کرتے ہیں کہ میں نے عرض کیا: أَيُّ مَسْجِدٍ وُضِعَ فِي الأَرْضِ أَوَّلَ؟ ''یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم روئے زمین پر سب سے پہلے کون سی مسجد بنائی گئی؟'' آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''مسجدِ حرام''، میں نے عرض کیا: پھر کونسی؟ آپ نے فرمایا: ''مسجدِ اقصیٰ''۔ میں نے عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: ان دونوں میں کتنی مدت کا فاصلہ تھا؟ آپ نے فرمایا: ''چالیس سال کا''۔ (صحیح بخاری: 3366)

2: ﴿وَالزَّيْتُونِ﴾ قَالَ كَعْبُ الْأَحْبَارِ، وَقَتَادَةُ، وَابْنُ زَيْدٍ، وَغَيْرُهُمْ: هُوَ مَسْجِدُ بَيْتِ الْمَقْدِسِ. (تفسیر ابن کثیر: ج8، ص434، شاملہ)

مسجدِ اقصیٰ میں نماز کا ثواب:

حضرت انس بن مالکؓ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ’’آدمی کو اپنے گھر میں نماز پڑھنے کا ثواب ایک نماز کے برابر ملتا ہے اور اس کا اپنے قبیلے کی مسجد میں نماز پڑھنے کا ثواب پچیس نمازوں کے برابر ملتا ہے اور جس مسجد میں جمعہ ادا کیا جاتا ہے، وہاں نماز پڑھنے کا ثواب پانچ سو نمازوں کے برابر ملتا ہے اور مسجد اقصیٰ میں نماز پڑھنے کا ثواب پچاس ہزار نمازوں کے برابر ملتا ہے‘‘۔(سنن ابن ماجه:حديث نمبر: 1413)

ایک روایت میں حضرت ابوذرؓ بیان کرتے ہیں کہ ہم نبی ﷺ کی موجودگی میں ایک دوسرے سے کہنے لگے کہ کیا مسجدِ نبوی افضل ہے یا کہ بیت المقدس؟ تو رسول اکرم ﷺ فرمانے لگے میری اس مسجد (نبوی) میں ایک نماز (اجر و ثواب کے واعتبار سے) اس (بیت المقدس مسجد اقصیٰ) میں چار نمازوں سے زیادہ افضل ہے اور وہ (مسجد اقصی) نماز پڑھنے کی بہترین جگہ ہے۔فرمایا: وَلَيُو شِكَنَّ أَنْ لَا يَكُونَ لِلرَّجُلِ مِثْلُ شَطَنِ فَرَسِهِ مِنَ الْأَرْضِ حَيْثُ يَرَى مِنْهُ بَيْتَ الْمَقْدِسِ خَيْرٌ لَهُ مِنَ الدُّنْيَا جَمِيعًا - أَوْ قَالَ: خَيْرٌ مِنَ الدُّنْيَا وَمَا فِيهَا. ’’عنقریب ایسا وقت بھی آنے والا ہے کہ ایک آدمی کے پاس گھوڑے کی رسی کے بقدر زمین کا ایک ٹکڑا ہو جہاں سے وہ بیت المقدس کی زیارت کر سکے (اس کے لئے بیت المقدس کو ایک نظر دیکھ لینا) پوری دنیا یا فرمایا دنیا و مافیھا سے زیادہ افضل ہوگا‘‘۔(المستدرك على الصحيحين:ج4،ص554،شاملہ)

اس حدیثِ مبارکہ سے یہ بھی معلوم ہوا کہ مسلمانوں کے دلوں میں مسجدِ اقصیٰ کی محبت بھری ہوئی ہے اسے کوئی نہیں نکال سکتا لیکن اس کی زیارت کے سلسلے میں مزید مصائب و آلام کا شکار ہونا ممکن ہے۔

مسجدِ اقصیٰ سے احرام کی فضیلت:

ام المؤمنین ام سلمہؓ کہتی ہیں کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: مَنْ أَهَلَّ بِحَجَّةٍ، أَوْ عُمْرَةٍ مِنَ الْمَسْجِدِ الْأَقْصَى إِلَى الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ غُفِرَ لَه مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِه وَمَا تَأَخَّرَ أَوْ وَجَبَتْ لَه الْجَنَّةُ. ’’جو مسجد الاقصیٰ سے مسجد الحرام تک حج اور عمرہ کا احرام باندھے تو اس کے اگلے اور پچھلے گناہ معاف کر دیئے جائیں گے، یا اس کے لیے جنت واجب ہو جائے گی‘‘۔(سنن ابی داؤد: 1741)

مسلمانوں کا قبلہ اول:

حضرت سیدنا آدمؑ سے لے کر حضرت سیدنا موسیٰؑ تک کعبہ ہی قبلہ رہا، پھر حضرت سیدنا موسیٰؑ سے لے کر

حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام تک بیت المقدس قبلہ رہا۔ ہجرت کے بعد مدینۂ منورہ میں مسلمانوں نے سولہ یا سترہ مہینے تک بیت المقدس کی طرف رُخ کرکے نمازیں پڑھیں۔ ہجرت سے ایک سال ساڑھے پانچ مہینہ کے بعد پندرھویں (15ویں) رجب پیر کے دن مسجد بنی سلمہ میں نماز ظہر کے درمیان قبلہ کی تبدیلی ہوئی۔ تو اس مسجد اقصیٰ کو یہ شرف بھی حاصل ہے کہ یہ اہلِ اسلام کا قبلہ اول ہے۔ [3]

(صراط الجنان،ج1،ص222)۔(تفسير نعيمى، پ 2، البقرة، تحت الآية: 142،ج2،ص16)

مسجدِ اقصیٰ کی طرف رختِ سفر کا جواز:

احادیث میں چند مقامات ایسے ذکر کئے گئے ہیں کہ جن کی طرف قصداً رخصت سفر باندھ کر جانے کی حضور ﷺ نے اجازت فرمائی ہے ان میں سے ایک مسجد اقصیٰ بھی ہے: حضرت ابوہریرہ نبی ﷺ سے بیان کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: لَا تُشَدُّ الرِّحَالُ إِلَّا إِلَى ثَلَاثَةِ مَسَاجِدَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَمَسْجِدِ الرَّسُولِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَسْجِدِ الْأَقْصَى. "صرف تین مساجد کی طرف سفر کے لئے کجاوے کسے جائیں مسجد حرام، مسجد نبوی اور مسجد اقصیٰ"۔ (صحيح بخارى:1189)

مسجدِ اقصیٰ میں امامُ الانبیاء کی امامت:

زمین کی پشت پر مسجدِ اقصیٰ وہ واحد جگہ ہے جس میں ایک ہی وقت میں تمام انبیاء کرام کا اجتماع ہوا اور باجماعت نماز ادا فرمائی، یہ اعزاز کسی اور جگہ کو حاصل نہیں ہے۔ اور یہ اعزاز ہمارے پیارے پیغمبر ﷺ کو حاصل ہے کہ ان تمام انبیائے کرام کی امامت آپ نے کروائی۔ جیساکہ صحیح مسلم کی ایک طویل روایت میں حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا: فَحَانَتِ الصَّلَاةُ فَأَمَمْتُهُمْ. "جب نماز کا وقت ہوا تو میں نے انبیاء کی امامت کی"۔ (صحيح مسلم:172)

حضرت سلیمان علیہ السلام کی تین دعائیں:

حضرت عبداللہ بن عمرو سے روایت ہے نبی ﷺ نے فرمایا: "جب سلیمان بن داؤد بیت المقدس کی تعمیر سے فارغ ہوئے تو انہوں نے اللہ سے تین چیزیں مانگیں: حُكْمًا يُصَادِفُ حُكْمَهُ، وَمُلْكًا لَا يَنْبَغِي لِأَحَدٍ مِنْ بَعْدِهِ، وَأَلَّا يَأْتِيَ هَذَا الْمَسْجِدَ أَحَدٌ لَا يُرِيدُ إِلَّا الصَّلَاةَ فِيهِ، إِلَّا خَرَجَ مِنْ ذُنُوبِهِ كَيَوْمِ وَلَدَتْهُ أُمُّهُ. "ایسا فیصلہ جو اللہ کے فیصلے کے مطابق

---

3 : حضرت براء سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے بیت المقدس کی طرف منہ کر کے سولہ یا سترہ مہینے تک نماز پڑھی، البتہ آپ کی خواہش تھی کہ قبلہ، بیت اللہ (کعبہ) ہو جائے۔ بالآخر آپ نے ایک دن نماز عصر (بیت اللہ کی طرف رخ کرکے) پڑھی اور آپ کے ہمراہ صحابہ کرام بھی تھے۔ جن حضرات نے آپ کے ہمراہ یہ نماز پڑھی تھی، ان میں سے ایک شخص مدینہ طیبہ کی ایک مسجد کے قریب سے گزرا تو نمازی مسجد میں بحالت رکوع تھے۔ اس (صحابی) نے کہا: میں اللہ کا نام لے کر گواہی دیتا ہوں کہ میں نے نبی ﷺ کے ہمراہ مکہ کی طرف منہ کر کے نماز پڑھی ہے۔ یہ سن کر مسجد کے تمام نمازی اسی حالت میں بیت اللہ کی طرف پھر گئے۔ (سلام کے بعد آپس میں) کہنے لگے کہ جو حضرات کعبہ کے قبلہ بننے سے قبل انتقال کر گئے ہیں ان کے متعلق ہم کیا کہیں؟ اس پر یہ آیت نازل ہوئی: وَمَا كَانَ اللَّهُ لِيُضِيعَ إِيمَانَكُمْ إِنَّ اللَّهَ بِالنَّاسِ لَرَءُوفٌ رَحِيمٌ. (بخاری:4486)

ہو اور ایسی بادشاہت جو ان کے بعد کسی کے شایاں نہ ہو اور جو شخص بھی اس مسجد میں صرف نماز کی نیت سے آئے وہ گناہوں سے اس طرح پاک صاف ہو جائے جس طرح اس دن (گناہوں سے پاک) تھا جب اسے اس کی ماں نے جنم دیا تھا“۔(ابن ماجہ:1408)

فتنوں کے دور میں اہلِ ایمان شام میں ہوں گے :

قُربِ قیامت جب فتنے بکثرت ہوں گے تو ایمان اور اہلِ ایمان (زیادہ تر) شام کے علاقوں میں ہی ہوں گے۔ حضرت عبداللہ بن عمر بن عاص فرماتے ہیں کہ رسول اللہ نے فرمایا: میں نے (خواب میں) دیکھا میرے تکیے کے نیچے سے کتاب کا ستون اُٹھایا گیا میں نے اسے دیکھا تو وہ ایک نُور تھا جو شام کی طرف لے جایا گیا، یاد رکھو! جب فتنے رونما ہوں گے تو ایمان شام میں ہو گا۔

(المستدرك على الصحيحين،ج4،ص555،شاملہ)

فتن کے دور میں اہلِ شام کے لشکر کو لازم پکڑیں:

سیدنا عبداللہ بن حوالہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: عنقریب ایسا وقت آئے گا کہ تم الگ الگ گروہوں میں بٹ جاؤ گے، ایک گروہ شام میں، ایک یمن میں اور ایک عراق میں۔ ابن حوالہ نے کہا: اللہ کے رسول! مجھے بتائیے اگر میں وہ زمانہ پاؤں تو کس گروں میں رہوں؟، آپ ﷺ نے فرمایا: اپنے اوپر شام کو لازم کر لو، کیونکہ شام کا ملک اللہ کی بہترین سرزمین ہے، اللہ اس ملک میں اپنے نیک بندوں کو جمع کرے گا، اگر شام میں نہ رہنا چاہو تو اپنے یمن کو لازم پکڑنا اور اپنے تالابوں سے پانی پلانا، کیونکہ اللہ نے مجھ سے شام اور اس کے باشندوں کی حفاظت کی ذمہ داری لی ہے۔(ابو داود: 2483) یہ مہدی اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا لشکر ہو گا۔

مختلف فرقوں سے مراد مذہبی اور جغرافیا کی بنیادوں پر اُمتِ مسلمہ کی تقسیم ہے۔ دورِ فتن میں مختلف مکاتب فکر کے پیروکار اور ممالک اسلامیہ کے باشندے اپنے اپنے طور اللہ کے رسول کی اتباع کریں گے۔ ایسے حالات میں بلادِ شام کو اہل ایمان کا وطن قرار دیا گیا ہے۔

دجال بیت المقدس نہیں جائے گا:

دجال کا فتنہ اس اُمت کا بہت بڑا فتنہ ہے اس سے ہر نبی نے اپنی قوم کو ڈرایا: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے: رسول اللہ ﷺ ایک مرتبہ لوگوں میں کھڑے ہوئے تو اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کی جس کا وہ مستحق ہے، پھر دجال کا ذکر کیا اور فرمایا: ”میں تمہیں اس (دجال) سے ڈراتا ہوں۔ کوئی نبی ایسا نہیں گزرا جس نے اپنی قوم کو اس سے نہ ڈرایا ہو۔ بلاشبہ حضرت نوح علیہ السلام نے بھی اپنی قوم کو اس سے خبردار کیا لیکن میں تمہیں اس کے متعلق ایک ایسی بات کہتا ہوں جو کسی نبی نے اپنی قوم کو نہیں بتائی، آگاہ رہو کہ وہ (دجال) کانا ہو گا اور اللہ تعالیٰ یک چشم نہیں ہے۔(صحيح البخاری:3337)

ایک حدیث میں فرمایا: ''وہ (دجال) چالیس دن تک زمین میں رہے گا اور اس کی سلطنت پانی کے ہر گھاٹ تک پہنچ جائے گی: لَا يَأْتِي أَرْبَعَةَ مَسَاجِدَ" فَذَكَرَ الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ، وَالْمَسْجِدَ الْأَقْصَى، وَالطُّورَ، وَالْمَدِينَةَ . ''البتہ وہ چار مسجدوں میں نہیں جاسکے گا خانہ کعبہ، مسجد نبوی، مسجد اقصیٰ اور کوہ طور''۔ (مسند احمد، حدیث: 23683)

دجال کا قتل فلسطین میں:

دجال جیسے بڑے فتنے کا قتل بھی فلسطین کی مقدس سرزمین میں کیا جائے گا رسول اللہ ﷺ نے دجال کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا: فَيَطْلُبُهُ حَتَّى يُدْرِكَهُ بِبَابِ لُدٍّ فَيَقْتُلُهُ . عیسیٰ ابن مریم دجال کو ڈھونڈیں گے یہاں تک کہ بابِ لد کے پاس اسے پالیں گے اور اسے قتل کر دیں گے۔ (صحیح مسلم: 2937) ''باب لد'' فلسطین کے علاقے میں بیت المقدس کے قریب ہے، جہاں سیدنا عیسیٰ ابن مریم دجال کو قتل کریں گے۔

تمام یہودیوں کے قتل ہونے سے پہلے قیامت قائم نہ ہوگی:

یہودی مسلمانوں پر جتنا چاہیں ظلم کر لیں۔ مگر ہمارا ایمان ہے کہ قیامت اس وقت تک نہیں آئے گی جب تک یہ تمام کے تمام یہودی قتل نہ ہو جائیں۔ جیسا کہ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: لَا تَقُومُ السّاعَةُ حَتّٰى يُقَاتِلَ الْمُسْلِمُونَ الْيَهُودَ فَيَقْتُلُهُمُ الْمُسْلِمُونَ حَتّٰى يختبئ الْيَهُودِيُّ مِنْ وَرَاءِ الْحَجَرِ وَالشَّجَرِ فَيَقُولُ الْحَجَرُ وَالشَّجَرُ: يَا مُسْلِمُ يَا عَبْدَ اللهِ هَذَا يَهُودِيٌّ خَلْفِي فَتَعَالَ فَاقْتُلْهُ إِلَّا الْغَرْقَدَ فَإِنَّهُ من شجر الْيَهُود . ''قیامت اس وقت تک قائم نہ ہوگی جب تک مسلمان یہودیوں سے نہ لڑ لیں گے چنانچہ اس لڑائی میں مسلمان یہودیوں کو بڑی مار ماریں گے یعنی ان پر غالب آجائیں گے یہاں تک کہ یہودی پتھر اور درخت کے پیچھے چھپتا پھرے گا اور وہ پتھر درخت یہ کہے گا کہ اے مسلمان، اے اللہ کے بندے، ادھر آ میرے پیچھے یہودی چھپا بیٹھا ہے اس کو مار ڈال، مگر غرقد ایسا نہ کہے گا کیونکہ وہ یہودیوں کا درخت ہے''۔ (مشکوٰۃ: 5414)

جب مسلمان، یہودیوں کے خلاف فیصلہ کن جنگ کریں گے اور ان پر غلبہ پالیں گے تو اس وقت ایک ایک یہودی درختوں اور پتھروں کے پیچھے چھپتا پھرے گا تاکہ مسلمانوں کی مار سے بچ جائے مگر جس درخت یا پتھر کے پیچھے کوئی یہودی چھپا ہوگا وہ پکار کر مسلمانوں سے کہے گا کہ ادھر آ کر دیکھو، میرے پیچھے یہودی چھپا ہوا ہے اس کا کام تمام کر دو، البتہ اس وقت غرقد ایسا درخت ہوگا جو دوسرے درختوں کے بر خلاف اپنے پیچھے چھپے ہوئے یہودی کو ظاہر نہیں کرے گا بلکہ اس کو پناہ دے گا اور مسلمانوں کو اس کا پتہ نہیں

بتائے گا۔یہی وجہ ہے پوری دنیا سے یہودی اپنے مقتل اسرائیل میں جمع ہو رہے ہیں اور یہودی حکومت اربوں روپے انہیں اسرائیل میں جمع کرنے پہ لگا رہے ہیں اور غرقد درخت کو کثرت سے کاشت کر رہے ہیں۔

شام کی سرزمین میدانِ محشر:

میدانِ حشر ملکِ شام کی زمین پر قائم ہو گا۔زمین ایسی ہموار ہو گی کہ اِس کنارہ پر رائی کا دانہ گر جائے تو دوسرے کنارے سے دکھائی دے۔ (بہارِ شریعت،ج 1،ص132)

قیامت سے پہلے ایک آگ لوگوں کو دھکیلتی ہوئی میدان محشر (شام) کی طرف لے کر آئے گی، وہ آگ صبح دوپہر اور شام ہر وقت ان کے ساتھ ہو گی حتی کہ وہ انہیں میدانِ محشر تک پہنچادے گی۔اور ارضِ شام پر میدانِ محشر قائم ہو گا۔(نسائی:3561)

ملک شام پر اقتصادی پابندی کے بارے میں نبوی پشین گوئی:

بعض روایات میں اس طرف اشارہ ہے کہ اہلِ روم کی طرف سے اہلِ شام پر اقتصادی پابندیاں عائد کی جائیں گی۔سیدنا ابونضرة رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم جابر بن عبداللہ کے پاس تھے کہ انہوں نے فرمایا: قریب ہے کہ اہلِ عراق کو ان کا قفیز(ماپ تول کا ایک پیمانہ) اور درہم (چاندی کی کرنسی) کچھ فائدہ نہ دے۔ ہم نے کہا: ایسا کہاں سے ہو گا؟ تو انہوں نے کہا: عجم (غیر عرب) سے ہو گا وہ اسے روک دیں گے۔پھر سیدنا جابر نے کہا: قریب ہے کہ اہلِ شام کو ان کا دینار (سونے کی کرنسی) اور مدی(ماپ تول کا ایک پیمانہ) کچھ فائدہ نہ دے۔ تو ہم نے کہا: یہ کیسے ہو گا؟ تو سیدنا جابر نے کہا: یہ اہل روم کی طرف سے ہو گا۔(صحیح مسلم:2913)

اس روایت کے مفہوم سے اہلِ فلسطین بھی مراد لیے جا سکتے ہیں کہ جنہیں اسرائیل کی طرف سے متعدد پابندیوں کا سامنا ہے اور موجودہ شام بھی مراد ہو سکتا ہے کہ جسے حالیہ شورشوں کے سبب کئی اعتبارات سے اقتصادی پابندیوں کا سامنا ہے۔

قبلہ اول تاریخ کے آئینے میں:

خلافت راشدہ کے دور میں بیت المقدس کی فتح:

زمانہ خلافتِ راشدہ وما بعد میں اسلام کو عروج ملا اسی زمانہ میں ارضِ فلسطین اور بیت المقدس سیدنا عمر فاروق کے زمانہ خلافت میں 15 ہجری کو فتح ہوئے۔ حضرت عمر اپنی خلافت کے دوران چار دفعہ ملکِ شام تشریف لائے۔عیسائیوں نے بیت المقدس میں ہی آپکے ساتھ صلح کا معاہدہ کیا اور بیت المقدس کی چابیاں آپکے حوالے کیں۔ جس کے بعد پانچ سو برس سے زیادہ عرصہ تک یہ مقدس سرزمین مسلمانوں کے قبضہ حکومت میں رہی۔

صلیبی جنگیں:

زمانۂ خلافت راشدہ ومابعد میں اسلام کو جو عروج ملا اس سے اسلام چہار دانگ عالم میں پھیل گیا۔ اس دور کی پے در پے شکستوں کا انتقام لینے کے لیے عیسائیوں نے گیارویں صدی آخر سے لیکر تیرھویں صدی آخر تک خطہ عرب، ارض فلسطین اور بالخصوص بیتُ المقدس پر عیسائی قبضہ بحال کرانے کے لئے مسلمانوں کے خلاف جنگیں لڑیں انہیں تاریخ عالم میں **"صلیبی جنگوں"** کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے۔ انہی جنگوں میں ایک بار پھر عیسائی بیت المقدس کو فتح کرنے میں کامیاب ہو گئے۔

سلطان صلاح الدین ایوبی رحمۃ اللہ علیہ کے ہاتھوں فتح:

نور الدین زنگی کے انتقال کے بعد سلطان صلاح الدین حکمرانی پر فائز ہوئے۔ مصر کے بعد سلطان صلاح الدین نے 1182ء تک شام، موصل اور حلب وغیرہ فتح کر کے اپنی سلطنت میں شامل کر لئے۔ 1187ء کو حطین کے مقام پر تاریخ کی خوفناک جنگ کا آغاز ہوا۔ اس جنگ کے نتیجے میں 30 ہزار عیسائی ہلاک ہوئے اور اتنے ہی قیدی بنا لئے گئے۔ رینالڈ گرفتار ہوا اور سلطان نے اپنے ہاتھ سے اس کا سر قلم کیا۔ دراصل رینالڈ نبی پاک کی شان میں برملا طور پر گستاخی کیا کرتا تھا اور سلطان نے اسے اپنے ہاتھوں سے مارنے کی قسم کھائی ہوئی تھی۔ حطین کی فتح کے بعد صلاح الدین نے بیت المقدس کی طرف رُخ کیا۔ ایک ہفتہ تک خونریز جنگ کے بعد مسیحیوں نے ہتھیار ڈال دیئے اور رحم کی درخواست کی۔ بیت المقدس پورے 88 سال بعد دوبار مسلمانوں کے قبضے میں آیا اور تمام فلسطین سے مسیح حکومت کا خاتمہ ہو گیا۔ بیت المقدس کی فتح سلطان صلاح الدین ایوبی کا عظیم الشان کارنامہ تھا۔ انہوں نے مسجدِ اقصیٰ میں داخل ہو کر نور الدین زنگی کا تیار کردہ ممبر اا پنے ہاتھ سے مسجد میں رکھا اور اس طرح نور الدین زنگی کی خواہش ان کے ہاتھوں پوری ہوئی۔

بیت المقدس پر فتح کے بعد یروشلم کی وہ مسیحی حکومت بھی ختم ہوئی جو فلسطین میں 1099ء سے قائم تھی۔ بیت المقدس پر تقریباً 761 سال مسلسل مسلمانوں کی حکومت رہی۔ بلآخر 1948ء میں امریکہ برطانیہ، فرانس کی سازش سے فلسطین کے علاقہ میں یہودی سلطنت قائم کی گئی اور بیت المقدس کا نصف حصہ یہودیوں کے قبضے میں چلا گیا۔ 1967ء کی عرب اسرائیل جنگ میں بیت المقدس پر اسرائیل نے پھر قبضہ کر لیا جو کہ آج تک جاری ہے۔

یہودیوں کی سازشیں اور قُدس پر قبضہ:

یہودی اپنی شرارتوں اور سازشوں کی بنا پر ہر دور میں نفرت و حقارت کا نشانہ بنتے رہے ہیں ہر ملک نے کبھی نہ کبھی ان کو اپنی حدود سے ضرور باہر نکال کیا ہے۔ خود نبی اکرم ﷺ نے ان کی شرارتوں اور سازشوں کی وجہ سے انکو مدینہ منورہ سے جلاوطن کیا اور یہ خیبر میں جا کر رہے۔ انکی یہ سازشیں اب بھی جاری ہیں انہی سازشوں کے نتیجے میں 1948ء میں امریکہ، برطانیہ اور دوسرے اسلام دشمن

ممالک کی عالمی سازش سے مسلم دُنیا کے عین وسط میں فلسطین کے علاقہ میں یہودی ریاست قائم کر دی گئی۔ شہر مقدس اور قبلہ اول بیت المقدس کا نصف حصہ یہودیوں کے قبضے میں چلا گیا۔ 1967ء میں یہودیوں نے تیسری عرب اسرائیل جنگ میں بیت المقدس کے اس شہر پر خوفناک بم باری کی۔ مسجدِ اقصیٰ کا مرکزی دروازہ مسمار کر دیا اور مسجد کا ایک مینار بھی شہید کر دیا۔ جنگ کے نتیجے میں اسرائیلی فلسطین کے 78 فیصد رقبے پر قابض ہو گئے۔

جون 1967ء کو اسرائیلی پارلیمنٹ نے بیت المقدس کی عرب حیثیت کو ختم کر کے اسرائیل کا جزو قرار دے دیا۔ یوں مسلمانوں کا قبلہ اول ابھی تک یہودیوں کے قبضے میں ہے۔ اگست 1969ء کو دنیائے اسلام کا المناک ترین سانحہ پیش آیا اس روز ساڑھے تین گھنٹے تک مسجدِ اقصیٰ میں آگ بھڑکتی رہی۔ مسجد کا ایک بڑا حصہ جل گیا اور سلطان صلاح الدین ایوبی کا یادگار منبر بھی جل کر راکھ ہو گیا۔ سارے عالم اسلام میں غیض وغضب کی لہر دوڑ گئی لیکن تاحال مسجدِ اقصی ایک اور صلاح الدین ایوبی کی منتظر ہے جو اسے یہود کے شکنجہ سے آزاد کروا کر اسکی حرمت کو بحال کرے۔

دسمبر 2017ء کو سابق امریکی صدر ڈونلڈ ٹرمپ نے یروشلم کو اسرائیل کے دارالحکومت کی حیثیت سے تسلیم کر لیا۔ انہوں نے یہ اعلان بھی کیا کہ امریکی سفارت خانہ اگلے تین برس میں تل ابیب سے بیت المقدس منتقل کر دیا جائے گا۔

ابھی گزشتہ چند دنوں سے فلسطین کے شہر غزہ پر اسرائیل بمباری کر رہا ہے، سینکڑوں مسلمان شہید کیے جا چکے ہیں، سینکڑوں گھر مسمار کر دیئے گئے بیسیوں عمارتیں گرادی گئی، ہسپتالوں کو نشانہ بنایا گیا۔ آخر یہ معاملہ کب تک چلے گا؟ آخر یہ مظلوم ظلم کو کب تک سہیں گے؟ کب کوئی صلاح الدین ایوبی پیدا ہو گا جو انہیں پنجۂ یہود سے بچائے گا؟

بیت المقدس اور ہماری ذمہ داریاں:

فلسطینیوں کی تکلیف کو اپنی تکلیف سمجھیں:

فلسطینیوں پر جو قیامت گزر رہی ہے وہ ایک المناک اور دردناک داستان ہے، جس کے نتیجہ میں بے شمار فلسطینی شہید ہو گئے۔ ان کی عورتیں بیوہ اور بچے یتیم ہو گئے اور کتنے لوگ زخمی ہو گئے اور اُن کے گھر تباہ ہو گئے۔ اس صورتِ حال میں ہر مسلمان کو ان کی تکلیف کا احساس ہونا چاہیے اور تمام عالمِ اسلام کو حسبِ استطاعت ان کی مدد کرنی چاہیے، کیونکہ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے تمام مسلمانوں کو آپس میں بھائی بھائی قرار دیا ہے، جیسا کہ ارشاد باری تعالی ہے: إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ إِخْوَةٌ. ”مسلمان آپس میں بھائی بھائی ہیں“۔ (الحجرات:10)

اور حدیث شریف میں نبی کریمﷺ کا ارشاد ہے: ''مسلمان آپس میں پیار و محبت، رحم و شفقت اور مہربانی برتنے میں ایک جسم کی مثال رکھتے ہیں کہ جسم کا ایک عضو بیمار پڑ جائے تو سارا جسم اضطراب اور بخار میں مبتلا ہو جاتا ہے''۔ (صحیح مسلم: 2586)

حدیث کا مطلب یہ ہے کہ ساری دُنیا کے مسلمان ایک جسم کے مانند ہیں اور ایک جسم کی خاصیت یہ ہوتی ہے کہ جسم کے ایک حصے میں اگر درد ہو تو سارا جسم اس درد کو محسوس کرتا ہے اور اس درد کو دور کرنے کی طرف متوجہ ہوتا ہے اور جو کچھ اختیار میں ہوتا ہے وہ کرتا ہے، یہی حالت ہماری اپنے مسلمان بھائیوں کے بارے میں ہونی چاہیے، کیونکہ ساری دُنیا کے مسلمان بھائی بھائی ہیں۔ دنیا کے کسی حصے میں کسی کونے میں مسلمانوں پر کوئی تکلیف آئے تو یوں سمجھیں کہ گویا ہم پر تکلیف آگئی ہے۔ ہمارے ایمان کا تقاضا یہ ہے کہ ہمیں ان کی تکلیف کا احساس ہونا چاہیے، ایسے موقع پر مسلمانوں کی تکلیف کا احساس ہونا اور اُن کی تکلیف کو اپنی تکلیف سمجھنا یہ ہمارے ایمان کے زندہ ہونے کی علامت ہے۔

ان کے لیے خلوص دل سے دعائیں کیجئے:

مظلوم مسلمانوں کے حق میں زیادہ سے زیادہ دعائیں کرنی چاہئیں کہ اللہ تعالیٰ مظلوم مسلمانوں کی مدد فرمائے اور اُنہیں اس مصیبت سے نجات عطا فرمائے۔ اللہ تعالیٰ قادرِ مطلق ہے، جو کچھ ہو رہا ہے اس کی مرضی اور حکم سے ہو رہا ہے، وہ حالات بدلنے پر قادر ہے اس لئے اللہ تعالیٰ کی جانب رجوع کرنا چاہیے۔

یہود کو اپنا دشمن سمجھیں:

حقیقت یہ ہے کہ فلسطین میں موجود نہتے مسلمانوں پر ظلم کرنے والے یہودی مسلمانوں کے ازلی اور ابدی دشمن ہیں۔ ان کے بارے میں تو رب تعالیٰ نے قرآن مجید میں فرمایا ہے: لَتَجِدَنَّ أَشَدَّ النَّاسِ عَدَاوَةً لِلَّذِينَ آمَنُوا الْيَهُودَ وَالَّذِينَ أَشْرَكُوا. ''تو سب لوگوں سے زیادہ مسلمانوں کا دشمن یہودیوں اور مشرکوں کو پائے گا''۔ (المائدة:82)

ان یہود کے ساتھ اپنی دشمنی کو ظاہر کرنے کے لیے ان کے خلاف اپنی آواز بلند کریں اور ان کے ساتھ کلی بائیکاٹ کیا جائے۔ ان کی مصنوعات (جیسے کوک، پیپسی اور مکڈونلڈ وغیرہ) کی ایک فہرست بنائی جائے اور وہ فہرست مسلمانوں میں عام کی جائے تاکہ پوری دنیا میں رہنے والے مسلمان اپنا احتجاج ریکارڈ کرواتے ہوئے ان کی مصنوعات کا بائیکاٹ کریں۔

اُمت کو متحد کریں:

فلسطین میں حالیہ ظلم اور امریکہ کے بیان کے بعد اہل فلسطین پر ظلم و بربریت کی ایک انتہائی الم ناک داستان رقم کی جا رہی ہے۔ مگر مسلمانوں سمیت مسلم ممالک کے حکمرانوں کی جانب سے ابھی تک غفلت کی چادر اوڑھے رکھنا شاید کسی صلاح الدین ایوبی یا

محمد بن قاسم کی مدد کے منتظر ہیں۔ روز کئی پیمانوں پر اہلِ فلسطین کے بچوں کی جانب سے آنے والی تصاویر و ویڈیوز کے ذریعے مسلمانوں کی ایمانی غیرت و جرت کو جگایا اور ٹٹولا جارہا ہے مگر افسوس صد افسوس کہ ہم اپنے پاس سوشل میڈیا کی طاقت رکھنے کے باوجود انفرادی افرا تفری میں لپیٹے ہوئے ہیں۔ ابھی بھی وقت ہے کہ ہم اپنی ایمانی جذبات کا اظہار کرتے ہوئے سوشل میڈیا، الیکٹرانک میڈیا سمیت مختلف پلیٹ فارم پر اجتماعی طور باہم آواز بن کر اُبھرے، ورنہ اس اہم اور ایمانی مسئلہ پر ہماری خاموشی تاریخ میں ہمیں سر جھکائے اور بے حسوں و بے غیرتوں کے صف میں پیش کرتی نظر آئے گی مسجدِ اقصی کے نام چند اشعار:

- مسجدِ اقصٰی تری حرمت کے ہم وارث نہیں

  ہم تو بس آنسو بہانا جانتے ہیں مرگ پر

- ہم ہیں متروکِ زماں، ہم دربدر، ہم بے اثر

  تارکِ قرآں زمیں کا بوجھ ہیں ہم بے بصر

- تیری حرمت کے امیں عمر (رضی اللہ عنہ) وصلاح الدین تھے

  جن کی نظروں سے پگھلتے تھے بُتانِ آزری

- جن کے ہاتھوں میں دیئے تھے عرش نے لوح و قلم

  جن کے پاؤں چومتی تھی بحر و بر کی سرکشی

- جن کی شمشیریں گرجتی تھیں نیاموں میں پڑی

  وہ تو سالارِ زمیں تھے وہ تھے فخرِ آسماں

- ہم کو کیا نسبت ہے ان سے، ہم کہاں اور وہ کہاں

  کفر کی زینت سے خیرہ ہے ہماری آرزو

- موت سے لرزاں مسلماں طالبانِ رنگ و بو

  ہم تو بس دھوکے میں ڈالے جاچکے مغضوب ہیں

- مسجد اقصی تری حرمت کے ہم وارث نہیں

  تو پکار اب پھر کسی سالار باکردار کو

۞ کیا خبر تری ندا پر عرش کے روزن کھلیں

کیا خبر نصرت کوئی اترے کہیں افلاک سے

۞ مسجد اقصیٰ ہمیں اب اور آوازیں نہ دے

ہم تو بس آنسو بہانا جانتے ہیں مرگ پر

اس وقت یہ سرزمین پکار پکار کر کہہ رہی ہے کہ کاش! کوئی عمر فاروق ظاہر ہوتا اور ہمیں اس اسیری سے نجات دلاتا، کاش! کوئی صلاح الدین ایوبی آتا اور ہمیں اس قید ظلم وجور سے آزاد کر دیتا، یا کاش! کم سے کم آج کے مسلم حکمرانوں میں کوئی سلطان عبد الحمید ہوتا جو مادی نقصان اور اقتدار سے محرومی تو گوارا کر لیتا، لیکن دینی حمیت اور ملی غیرت کا سودا نہ کرتا!!!

اس سلسلہ میں پوری دنیا میں بسنے والے ہر مسلمان پر واجب وضروری ہے کہ اس مسئلہ کو ایک دینی واسلامی مسئلہ سمجھ کر کم از کم درج ذیل اُمور پر بھی عمل کرنے کی کوشش کرے:

- اس مسئلہ کی حقیقت کو خود بھی سمجھیں، اور دوسروں کو بھی سمجھانے کی کوشش کریں۔
- اس سلسلہ میں نااُمیدی کی جو فضا پھیل رہی ہے، اس کو ختم کر کے اُمید کی کرنیں روشن کریں۔
- اس مسئلہ کے جو بھی خلاف ہو، اس کا ہمہ جہتی بائیکاٹ کیا جائے۔
- خود اپنی اور اپنے معاشرہ کی اصلاح کی جائے۔

۞۞۞۞۞